دلتنگدم

قسط نمبر گیارہ

گاڑی روک کر اس نے اپنا موبائل کھول کر رمشا کی تصویر دیکھی۔

"تمھارے لئے جان دے بھی سکتا ہوں اور بہت سی جانیں لے بھی سکتا ہوں۔ یہ دو کام کرتے ہوے میں کبھی نہ شرمندہ ہو گا نہ ہی پچھتاوں گا۔ آئی نو یہ بات سُن کر ہمیشہ تم مجھے لیکچر دو گی۔ مجھے اپنی محبت کے ساتھ بیٹی کا واسطہ بھی دو گی کہ میں ایسے بات کرنا تو دور سوچوں بھی نہ مگر میں اس معاملے میں بلکہ تمھارے ہر معاملے میں بے بس ہوں۔" وہ گہری سانس لے کر فون بند کرنے لگا جب ایک دم ہی رمشا کا فون آ گیا سکندر اس کی کال دیکھ کر ہنس پڑا۔ فون کانوں سے لگا کر اس نے سگریٹ کا پیکٹ اپنے جیب سے نکالا اور ایک نکال کر منہ میں ڈالتے ہوے بولا۔

"بہت لمبی عمر ہے میری پرنسس کی تم سے ہی باتیں کر رہا تھا۔"

"ہاں ساتھ میں سوٹا بھی لگانے کا ارادہ کیا آپ نے۔ منع کیا ہے نا آپ کو سکندر اب تو رُک جائے۔"

"ہر چیز میں روکتی کیوں ہو مجھے۔ کبھی کہتی ہو پیار نہ کروں تو کبھی غصہ نہ کروں تو کبھی کسی کو ٹرامپل نہ کروں۔ بلاوجہ کی پابندی نہ لگاوں اتنا تو میں نے کبھی تمھیں نہیں روکا فیر بات نہیں ہے رے۔"

"اچھا اوکے جو جی میں آئے کریں۔ یہ بتائیں کہاں پہ ہیں کیا کر رہے ہیں؟"

"اس وقت ایک شاندار گاڑی میں بیٹھا اپنے فون پہ ایک حسین نظارے کو دیکھ رہا ہوں جو مجھے کنٹرول میں رکھے ورنہ مجھے ڈر کہ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا۔"

"سکندر مجھے ڈرائے تو نا۔ اس وقت واقعی بتائیں آپ کہاں ہیں؟ کیا کرنے گئے ہیں مجھ سے اب آپ باتیں بھی چھپانے لگے ہیں۔ آپ کو آپ کے حال پہ چھوڑتی ہوں تو کچھ نہ کچھ گڑبڑ کی ہوتی ہے۔"

سکندر مسکرایا۔

"میری جان کہاں ہیں۔ اتنی خاموشی کیوں ہے بھئی۔"

"بختاور ارو کو انسٹیٹیوٹ لے کے گئی ہے سب کو جونیر بھاد کھانے اور ماموں ابھی ابھی نکلے ہیں کہتے ہیں ایک گھنٹہ کا لیکچر ہے دے کر آجائے گے۔" اب سکندر کا مسکراتا چہرہ غائب ہو گیا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟ تم گھر پہ اکیلی ہو۔ رے!!!!! میں نے کہا تھا حداد کو اور شٹ!!!! میں ابھی واپس آرہا ہوں اوپر سے ارو بھی بخت کے ساتھ بھیج دیا۔ یا اللہ کوئی آخر میری سُنتا کیوں نہیں ہے۔"

"ایک سکینڈ جذباتی مین پوری بات سُن تو لیا کریں میرے پاس الیکس موجود ہے اور رہی بات ارو کی تو حداد بھائی نے انھیں ڈراپ کیا ہے اور وہ سب سے سفیسٹ انسٹیٹیوٹ ہے۔ آپ پریشان مت ہوئے۔"

سکندر نے سٹرینگ پہ ہاتھ مار کر زور سے لب دبا کر خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا اس نے ایک اور سگریٹ نکال کر منہ میں ڈالتے ہوے جلائی۔داود کو کچھ سکینڈ خاموش پا کر رے پیار سے بولی۔

"میں نے آج گرین کلر کا ڈریس پہنا ہے۔وہ بھی آپ کا موسٹ فیورٹ والا۔" سکندر نے اپنا سر جھٹکا۔

"تو میں کیا کروں سُنتی ہو نہیں میری بات اور میرا موڈ بدلنے کے لئے مجھے چھوٹے بچوں کی طرح بھلا رہی ہو۔الیکس کو فون دینا۔"

"الیکس پیچھلے لان میں اپنی ورزش کر رہا ہے میں اوپر کمرے میں ہوں۔" سکندر نے گہرا کش لیتے ہوے ارد گرد دیکھا تو مصطفی بڑی سی جیپ سے اُترا اس نے اپنے کوٹ کے بٹن بند کیے اور وہ سامنے کھڑے دو بندے کو مسکرا کر کچھ کہتے ہوے ہوٹل میں داخل ہوا۔

"بالوں کو کھول دو۔"

"ہیں؟آپ کو کیسے پتا۔۔۔"

"جو کہا ہے رے وہ کرو۔" اس نے سگریٹ کو سامنے موجود آیش ٹرے میں بجھایا۔

"ہاں جی اب کیا؟" رمشا کی مسکراہٹ کو محسوس کرتے ہوے اس نے گلا کنکھارا۔

"آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو۔" اس کا اگلہ حکم سُنتے ہی وہ دو سکینڈ بعد بولی۔

"اب؟"

"کیا نظر آرہا ہے تمھیں؟"

"زکوٹا جن داود کیسی باتیں کرتے ہیں میں ہوں۔"

"اور تم کیا ہو؟"

"میں رمشا ہوں۔" رمشا نے شرارت سے کہا۔ سکندر نے ناراضگی سے فون کاٹ دیا۔ وہ پانچ ایک منٹ فون کو گھورتا رہا اس کے بعد رمشا کا میسج آیا۔ سکندر نے میسج کھولا تو تصویر کو دیکھتے ہوے پہلے تو اسے بے انتہا حیرت ہوئی اس کے بعد وہ ہنس پڑا۔ رمشا نے اپنے ماتھے پہ لپ سٹک سے داود لکھا ہوا تھا اور اسے سنیجدہ چہرے اور آنکھوں میں چمکتی ہوئی شرارت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ نیچے ایک اور میسج آیا۔

"خوش؟ یا ٹیٹو بنوا کر آجاوں۔"

اس نے اسے کال ملائی۔

"اب بھی راضی نہیں ہے تو سویٹزرلینڈ کی وادیوں میں چڑھ کر بولنے لگ جاوں کہ میں داود کی ہوں صرف اور صرف داود کی۔"

سکندر اب کھل کر ہنس پڑا۔

"اتنا ہیومر کہاں سے لائی ہو سن شائین ویسے میں ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا تم سے۔"

"یہی کہ آپ صرف محبت کرتے ہیں میں تو بس جھک مار رہی ہو نا۔"

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے پوری دُنیا میں صادق دل سے صرف ایک لڑکی اس دیوانے سے محبت کرتی ہے .I'm damn lucky bastard۔

"آپ پاگل ہیں۔خود کو ایسے کہتے ہیں بھلا۔"

"جب ہوں ایسا تو کہنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اچھا بتائیں تو سہی ہیں کہاں؟"

"ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں ہوں۔اب اُترنے لگا ہوں اروکی اپ ڈیٹ دینا اور حداد کی غیر موجودگی میں کہی نکلی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔"

"میری آنکھوں میں ایک آنسو بھی آجائے وہ برداشت نہیں کر سکتے توڑے گے میری ٹانگیں۔"

"پتا ایسے بولتے ہوے بالکل اروکی طرح لگ رہی ہو اور اب تو اور پیار آرہا ہے تم پر مجھے وقفے وقفے بھی اپنی تصویر بھیجتی رہنا لو یو رے۔"

"اس بارے میں سوچوں گی۔لو یو ہینڈسم۔"

اس کے بعد فون کاٹ کر وہ داود کو کھل کر مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"چلو شیر داود اس مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔"

خود سے کہتے ہوے وہ گاڑی سے اُترا اور گلاسس پہن کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ جاوید بھی دوسری گاڑی سے آگیا تھا اور اُترا سکندر کو دیکھ کر بولا۔

"جونیر بھا کو چھوٹی بی بی لے کر گئی ہیں اپنے کالج میں اور میم گھر پہ ہیں فکر۔۔۔۔"

جاوید بڑا محتاط ہو کر سکندر کو اطلاع دے رہا تھا جب سکندر نے ہاتھ بے پروائی سے ہلائے۔

"بتا چکی ہے تمھاری بڑی میم۔اب انھیں کیا کہہ سکتا ہوں۔وہ آگیا؟"

"پتا نہیں مصطفی آصف کا ابھی میسج آیا تھا وہ آپ کو اندر آنے کا کہہ رہا ہے۔"

سکندر کے چہرے پہ بڑی سرد سی مسکراہٹ آگئی۔

"چلو پھر میرے کنڑول کا پہلا لیسن دیکھنا۔" سکندر نے بالکل بھاوالے انداز میں کہا۔ جاوید سر ہلاتے ہوے بولا۔

"اللہ خیر ہی کرے پھر۔" سکندر آگے چل پڑا تو جاوید اس کے پیچھے گیا۔

•••••••••••••••••

حداد نے فائل بند کی اور زوہا کو دیکھا جو سر جھکائے اپنے آنسو تیزی سے صاف کر رہی تھی۔لگا حداد بالکل سنیجدگی سے اسے دیکھنے کے بعد ٹیشو پیپر آگے کر کے بولا۔

"زوہارونابند کریں کوئی بات نہیں یہ فائینل اگزامز نہیں تھے۔" مگر وہ چُپ ہی نہیں ہورہی تھی حداد کو لگا اگزامز سے زیادہ اسے کسی اور چیز کا دُکھ کھائے جارہا تھا اور وہ جاننا چارہا تھا اور آج اس نے جاننے کا فیصلہ کیا تھا۔

"ایک تو دروازہ کھلا ہے زوہا کوئی بھی گزرے گا یا اندر آئے گا تو اس پر بُرا امپریشن پڑے گا یا آپ رونا بند کردیں یا میں اُٹھ کر دروازہ بند کردوں۔"

جیسی ہی دروازہ بند کرنے کی بات حداد نے کی زوہا نے تیزی سے اپنا سر نفی میں ہلایا اور ٹیشو نکال کر خود کو سنبھالتے ہوے بولی۔

"آئیم سوری سر مگر مجھ سے اب نہیں ہو پائے گا۔ میں اب نہیں پڑھنا چاہتی سر۔"

حداد نے اپنی آنکھیں گھمائیں۔

"ایک سٹوپڈ سے پیپر کی وجہ سے پوری زندگی کا فیصلہ کرنے میں تم نے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا۔ آج کل باہر بھی نہیں نکلتی فریش ہوا کھانے کی سخت ضرورت ہے۔ دیکھو زوہا میں یہ مسئلہ تمھارے ساتھ ہینڈل کرنا چاہتا ہوں وہ بھی تمھارے پیرنٹس کے دخل دیے بغیر کیونکہ میں بچوں پر پریشر ڈالنا بالکل قبول نہیں کرتا خاص کر پڑھائی سے ریلیٹڈ تو بالکل نہیں۔ اگر تمھارا زرا بھی انٹرسٹ نہ ہوتا تو میں سیدھا کہہ دیتا کہ چھوڑ دو مگر تم بہت برائیٹ سٹوڈنٹ ہو تمھیں کوئی چیز پریشان بلکہ ٹرگر کر رہی ہے جس کہ وجہ سے تم فوکس نہیں کر پارہی۔ گیپ لینا چاہتی ہو تو میں پرنسپل سے ڈسکشن کرتا ہوں

جسمانی صحت کے ساتھ زہنی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے زوہا سمجھ آرہی ہے نا میری بات۔" زوہا کو حداد کی باتیں سُن کر زرا سی ڈھارس ملتی تھی۔اس کو حداد میں پتا نہیں ایک بڑے بھائی والا روپ نظر آتا تھا گو کہ اس کا اپنا کوئی بھائی نہیں تھا مگر وہ جانتی تھی اگر ہوتا تو حداد جیسا ضرور ہوتا لیکن کچھ تھا جس سے وہ مطمن نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس کی بے چینی حد سے بڑھ رہی تھی۔حداد نے اس کی ہاتھوں کی حرکت پہ غور کیا پھر نظر ہٹا کر بولا۔

"دن میں کتنا پانی پیتی ہو تم؟" زوہا نے حیرانگی سے اپنا سر اُٹھا اور پھر تیزی سے جھکا بھی لیا۔

"اناٹومیکل پوزیشن کے بارے میں نہیں پوچھا زوہا بتاو کتنے گلاس پانی پیتی ہو؟" اس نے اپنی داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوے ٹائیم دیکھا اس نے بخت کو بھی پک کرنا تھا اور رمشا کے پاس بھی جانا تھا کیونکہ زرا سی دیر کی تو سکندر نے جان سے مار دینا تھا لیکن اس بچی کے ساتھ بھی ڈیل کرنا ضروری تھا جس کو سخت مدد کی ضرورت تھی۔

'پتا نہیں سر۔" اس نے اپنی خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوے کہا۔

'ہوں سوتے کتنے بجے ہو بچے؟" اس نے آخر میں بچے پہ خاص زور دیا تا کہ وہ کوئی غلط مطلب نہ لے لے جو آج کل وہ اس کے انداز میں نوٹ کر رہا تھا وہ یہ تھا وہ ہر مرد

سے بدکتی تھی اور اس کی آنکھوں میں عجیب خوف ہوتا تھا۔ابھی بھی جتنی ہمت کر کے یہاں بیٹھی تھی وہی جانتی تھی۔

"سر میں جاوں۔" اس نے اتنی بے بسی سے کہا کہ حداد کو اس پر ترس آگیا۔

"آج تم نے دو کام کرنے ہیں زوہا۔ڈھیڑ سارا پانی پینا ہے اور زبان پہ آیت الکرسی کا ورد کرتے رہنا ہے۔کوئی بھی مسئلہ ہو یا کوئی بھی پریشانی ہو مجھے کال کرنا بیٹا ٹرسٹ می آپ کو مایوسی بالکل نہیں ہو گی۔" زوہا نے سر اُٹھایا تو ان بے رنگ آنکھوں میں اس نے حداد کے لئے تشکر محسوس کیا جسے حداد نے نظر انداز کیا۔

"تھینک یو سر مگر سر وہ پیپرز۔"

"دو پیپر ہیں وہ تم نہیں دو گی میں اس بارے میں کچھ کرتا ہوں۔ابھی کے لئے بس تم یونی آجایا کرو میرے سے ایکسٹرا کلاسس لو اور ہم کچھ ڈسکشن کریں گے۔اوکے اب جاو میں بھی اب نکلنے لگا ہوں۔کسی کی بات سُنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہاں لوگ بکواس کرتے رہتے ہیں تمھارا کام ہے آگے بڑھ جانا۔"۔اس نے سر ہلایا اور کانپتے ہاتھوں سے بیگ اور اپنی فائل اُٹھانے لگی کہ حداد نے فائل کھینچ لی۔

"یہ میرے پاس رہے گی تم بے فکر ہو کے گھر جاو۔کوئی اگزامز کے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا باقی کے دو پیپر کینسل ہو گئے۔اگر مسئلہ ہوا تو مجھے بتا دینا۔"

"تت تھینک یو سر۔" اس نے تیزی سے کہا۔حداد زرا سا مسکرایا۔

"تھینک یو سے کام نہیں چلے گا زوہا مجھے تبدیلی چاہیے۔" کہہ کر وہ اب چیر گھماتے ہوے دراز کھول کر اس کی فائل رکھنے لگا۔ زوہا حداد کو دیکھنے کے بعد اپنی آنکھوں میں دوبارہ آنے والی نمی کو تیزی سے ہٹا کر وہاں سے چلی گئی۔ حداد نے اب نظریں ہٹا کر دروازے کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا فون اُٹھایا اور کال ملائی۔ اپنی گلاسس اُتار کر وہ بولا۔

"ایونگ گرینی لانا میک ڈریمی بول رہا ہوں۔ جی جی آپ کی بخت بالکل ٹھیک ہے اسے کچھ نہیں ہوا ورنہ آپ کو میرے لہجے سے خوشی جھلکتی ہوئی نظر آتی۔" گرینی لانا آگے سے اسے کچھ کہا جس پہ وہ ہنس پڑا۔

"اچھا آپ فارغ ہیں؟ اس وقت سٹور میں ہے کہ گھر پر۔ بس زرا ضروری بات کرنی ہے بخت کو اس بارے میں نہ پتا چلے جی جی خیریت ہے میں آتا ہوں آپ کے پاس ویسے بھی میری بھانجی آئی ہے تو کچھ کھانے کی چیزیں بھی لینی ہے او کے گڈ بائی۔"

"چلو حداد عظیم اب کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔"

"ہائے بخت اسے کس جہاں سے اُٹھا کر لے آئی ہو۔ تمھارے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں بند کیے گڑیا لگ رہی ہے۔ ویسے تم اس کی بہن کم ماں زیادہ لگ رہی ہو۔ توبہ کتنی انرجی تھی اس میں بولتی کتنا ہے اور لڑکیوں کے میک اپ کے بجائے وہ جہاں لڑکے

فٹ بال کھیل رہے تھے وہاں بھاگ کر کھیلنا چار ہی تھی۔"بختاور نے ارہا کی پیٹھ سہلائی اور مسکرا کر بولی۔

"جب یہ پیدا ہوئی تھی تو اس نے اپنی امی کی درد بھری آواز کے بجائے ماما کی دھاڑ سُنی تھی اور ایک نہیں بہت سی بس پھر اس کو پتا چل گیا وہ ایک کاپو کے گھر پیدا ہوئی ہے اور وہ ماما کی جگہ لے گی۔"

"سب سمجھے جیسے بختاور نے اپنا شوہر چھپایا ہوا تھا ویسے ہی تم نے اپنی بیٹی چھپائی ہوئی تھی ۔ابھی تک یقین نہیں کر رہے تمھاری کزن ہے۔"

"اگر یہ گڈا میرا ہوتا تو ابھی دکھانے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔یہ حداد پتا نہیں کہاں رہ گئے زرا دیر ہو گئی تو میری خیر نہیں۔"

"تم اپنے جیسن موموا سے کب ڈرنے لگی۔" بختاور اپنے فون کو کھول کر حداد کو میسج کر رہی تھی جب انڈریا کی بات پہ چونک اُٹھی۔

"ان سے کون ڈرتا ہے۔میں اپنے ماموں کی بات کر رہی ہوں ویسے اگر اس کے معاملے مجھ سے کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو حداد بھی مجھے نہیں چھوڑے گے۔ارہانا کی جان ہے نا۔"

"گاش عجیب فیملی ہو تم۔ تمھارے ماموں تمھاری مدر کے لقب سے پکارے جاتے ہیں ۔ تمھاری ممانی آپی کے جبکہ تم اس کی آپی اور تمھارا ہز بنڈ اس کا نانا۔" بختاور ارہا کے گال کو پیار کرتے ہوے مسکرائی۔

"ہاں ہیں تو بہت عجیب مگر میرے نزدیک ہم دُنیا کی سب سے خوبصورت اور پرفیکٹ فیملی ہے۔" جیسے ہی بخت نے کہا ارہا زرا سا کسمائی پھر ایک دم پتا نہیں کیا ہوا جو پاپا پاپا کہتے ہوے رونا شروع ہو گئی۔ بختاور اور انڈریا بوکھلا گئی۔

"یہ اسے کیا ہوا؟ اروبا۔"

ارہا اپنے کان پہ ہاتھ رکھتے ہوے رونے لگی۔

"پاپا می پاپا می ہر۔"

"اروپاپا کو مس کر رہی ہو چندا میں ابھی پاپا سے کال کرواتی ہوں۔" مگر ارہا نے اور زور سے رونا شروع کر دیا۔

"یار بخت اسے چُپ کرواو۔ پرنسپل پہلے ہی نہیں چاہتی تھی تم بچی لاواب اس کا رونا گڑبڑ نہ کر دے۔"

بختاور نے اسے گھورا۔

"گراونڈ ایریا میں ہیں ہم۔کلاس میں نہیں اور یہ اویں نہیں روتی میں زرا سا کا بوٹم چیک کرلوں ویسے آپی بتا رہی تھی کہ جب اس کا پیمپر چینج کرنا ہوتا ہے تو چڑتی ہے لیکن یہ رو رہی ہے جو کہ بالکل سمجھ سے باہر بس چند ابس بس ابھی نانا آئے۔"

"آپ آپی۔۔پاپا می ہرٹ۔۔آپی۔" وہ اب ٹانگیں ہلانے لگی بخت سے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

"ارو ٹھہرو میں آپ کو جوس دوں۔" اس سے پہلے وہ اپنا بڑا سا بیگ اُٹھاتی کسی نے ارہا اس سے لے لی۔اس نے دیکھا حداد تھا۔

"کیا ہوا پرنسس؟بختاور کیا کیا تم نے۔" بختاور پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی حداد کہ اس انداز پہ پریشان بھی ہو گئی۔

"مم مجھے نہیں پتا ابھی میرے کندھے پہ سر رکھ کر سو رہی تھی۔میں اور انڈریا بات کر رہے تھے تو ایک دم پاپا کہہ کر رونے لگی۔" حداد اسے ہلانے لگا اور بولا۔

"ارو واٹ ہیپن؟رو کیوں رہی ہو؟" مگر وہ بار بار کانوں کو ہاتھ لگا کر سکندر کو پکار رہی تھی۔حداد بنا کچھ کہے اسے لیکر گیٹ کی طرف بڑھا۔بختاور بیگ اُٹھا کر بولی۔

"میں چلتی ہوں رات کو مجھے لیکچر مسیج کر دینا۔"

"یار یہ غصہ تو نہیں کریں گے تمھیں۔"

"پتا نہیں مگر مجھے لگ رہا ہے میری شامت آنے لگی ہے۔" وہ کہہ کر ان کی طرف بڑھی جو ارہا کو پیار کرتے ہوے اسے چُپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ارو بس اچھا اگر اگر ارو چُپ نہیں ہو گی تو میں اس کو اوپر پھینکوں گا۔"

اس نے ارو کو پکڑ کر زرا اوپر کرتے ہوے کہا مگر وہ کان کو ہاتھ لگاتے ہوے بولی رہی تھی۔

"نانا می ایر می۔۔ہرٹ۔" اب حداد چونک کر اس کے کان کو دیکھنے لگا تو گہرا سانس لیا ارہا نے سوتے ہوے شاید اپنے کان کو زور سے کھینچا تھا جس کی وجہ سے ٹاپس نے اس کی جلد کو زرا چیڑ دیا تھا۔ حداد نے ہاتھ لگا کر چیک کرنا چاہا مگر ارہا روتے ہوے مزید پیچھے ہو گئی۔

"اوپر نسس سوری ابھی نانا ٹھیک کرتے نانا ہیلپ ارو کوائیٹ۔" اس نے ارو کے گال پہ زوردار بوسہ دیتے ہوے گاڑی کی طرف آیا۔

"حداد کیا ہوا ارو کیوں رو رہی ہے۔" حداد نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ارہا کو بے بی سٹر میں بیٹھانا چاہا مگر ارہا نہیں بیٹھ رہی تھی۔

"ارو نانا ہیلپ یو۔سٹ پھر ارو نو ہرٹ۔رمشا نے اس کو اتنی سی عمر میں ٹاپس پہنا دیا اس نے کھینچے ہیں تو اب اسے درد ہو رہا ہے۔"

"اللہ میری جان لائے مجھے دیں حداد میں پیچھے بیٹھتی ہوں۔اسے چُپ کرواتی ہوں۔"

حداد نے نفی میں سر ہلایا۔

"ڈیش بورڈ سے اپنی لالی پاپ نکال کر دو۔میں اسے کو چُپ کرواتا ہوں ابھی چُپ ہو جائے گی بس بس یہ دیکھو ارہا اُڑ رہی ہے۔" اس نے ایک دم سیدھا ہو کر ارہا کو اچھالا ارہا روتے ہوے ایک دم حیرت سے چُپ ہوئی۔بختاور منہ کھول کر انھیں دیکھنے لگی ایک لمحے کے لئے حداد نے ڈرا دیا۔حداد نے پھر مسکرا کر اچھالا اب کی بار ارہا زرا مسکرائی

۔

"ہیں ارو کو پھر سے اُڑنا ہیں بولو پر نسس۔" اس نے ایک بار پھر اچھالا اب کی بار اتنی اونچائی سے کہ بخت کو اس کے سامنے آ کر بولنا پڑا۔

"حداد گر جائے گی یہ لیں۔" ارہا اب کی بار تھوڑا سا کھلکھلائی۔

"نہیں گرے گی جب میں ہوں اس کے ساتھ۔دیکھا نو ہرٹ ارو۔یہ لو اب ارہا یہ منہ میں ڈالے گی پھر نانا اس کا ایر دیکھیں گے اور پھر ہم ارو کو بہت سی سویٹس لیکر دیں گے۔" حداد نے جس انداز میں کہا بختاور اس کو مسمرائیز ہو کر دیکھنے لگی۔بلیک ٹی شرٹ کے اوپر بلیک کوٹ کے ساتھ اوور سائیز گرے کوٹ پہنے وہ اپنے سلجھے بال اور چمکتی ہوئی آنکھ اور مسکراہٹ کے ساتھ اس کے دل کو کچھ کر رہا تھا۔حداد نے اس لالی

پاپ کھول کر ارہا کو دی جس نے منہ میں ڈال لی۔اب وہ مکمل طور پہ چُپ ہو گئی تھی ۔حداد اس کو چائلڈ سیٹ پہ بٹھا کر اس کو بیلٹ باندھ رہا تو وہ بخت سے بولا۔

"بخت یار تم ڈرائیو کرو میں زرا اس کے کان سے یہ ٹاپس نکالوں کہی یہ پھر نہ رونے شروع کر دے۔" بختاور کھڑی رہی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"بخت۔" حداد سیدھا ہو کر اسے کچھ کہنے لگے جب بخت نے اسی وقت اس کے گردن پہ دونوں بازو ڈال کر اس کے گال پہ بڑے زور سے اپنے پیار کی مہر چھوڑی۔حداد کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"آیئم لکی ٹو ہیو یو موموا۔"(میں خوش قسمت ہوں تمھیں پا کر موموا) بختاور چہک کر کہتے ہوے اس کے کوٹ سے چابی نکال کر آگے بیٹھی۔حداد سپرائیز ہو کر اسے دیکھنے لگا پھر ارہا کا دروازہ بند کر کے وہ گھوم کر پچھلی سیٹ میں بیٹھا۔

بختاور گاڑی سٹارٹ کر چکی تھی۔

"گھر کے بجائے چوکولینڈ کی ڈریکشن ٹائیپ کرو سکرین پہ یا ایک سکینڈ میں لوکیشن سینڈ کرتا ہوں تم اسے فولو کرو۔" بختاور کا چہرہ چھوٹے بچے کی طرح چمک اُٹھا۔

"ہم وہاں جا رہے ہیں مجھے تو وہ جگہ پتا ہے۔شون کے ساتھ گئی تھی۔" حداد نے اسے گھورا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم رہا کے لئے سویٹس لیں گے کیوں رہو ۔" ارہا مزے سے لالی پاپ منہ میں ڈالے باہر کے نظارے کو دیکھ رہی تھی مگر کان میں تکلیف کی وجہ سے بار بار اسے کے چہرے کے نقوش کھینچ رہے تھے۔حداد نے انگلی کی پوروں سے اس کے کان کو چھوا تو ارہا اس کو گھور کر دیکھنے لگی۔

"یار مارننگ سٹار یہ مجھے بالکل سکندر کی طرح گھور رہی ہے۔ایک منٹ کے لئے تو میں گھبرا گیا۔" جب حداد کا موڈ اچھا ہوتا تھا تو وہ بختاور کو مارننگ سٹار بلاتا تھا ورنہ وہ اس کے لئے یا تو چڑیل ہوتی یا ڈائن۔بیچارے غریب کو زرا سی خوشی جو بخشتی تھی یہ بخت میڈم۔

"ایک منٹ کے لئے تو میری جان نکال دی۔شکر ہے آپ آئے۔"

"ویسے یہ تمھارے کلاس کے لڑکے مجھے زرا دیکھ کر بدک کیوں گئے تھے۔" اس نے ارہا کے کان سے بڑی آہستگی سے سٹاپر نکالنا چاہا کہ ارہا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"نو۔"

"شش بخت میوزک لگاؤ تاکہ یہ ڈسٹریکٹ ہو۔" میبل کی آواز اب ان کی گاڑی میں گونجنے لگی۔

"یہ تو آپ کو ہی پتا ہو گا مسٹر آپ شکل ہی ایسی بناتے ہیں۔" حداد سٹاپر نکالنے میں کامیاب ہو گیا تو بولا۔

"کیسی شکل بناتا ہوں میرے حساب سے میری نارمل شکل ہوتی ہے۔اسی شکل پہ تم اتنی سی لڑکی مجھ پہ مر مٹی تھی۔" اس نے دیکھا بہت ہی چھوٹا سا زخم ہوا تھا۔اس نے ٹاپس بڑے احتیاط سے نکالا اس سے پہلے ارہا کانوں کو ہاتھ لگاتی حداد ٹاپس نکالنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"آپ مجھے بہت دفعہ پاگل اور اندھی بھی کہتے ہیں۔" بخت شرارت سے اسے بیک مرر میں دیکھتے ہوے بولی۔حداد اسے دیکھنے لگا اس کی نظروں میں بخت نے جو کچھ پڑھا وہ اسے نظریں ہٹانے پہ مجبور کر گیا۔

مزے سے پیچھے ہو کر بیٹھتے ہوے اس نے ارہا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوے کہا۔

"اچھا بتاو کیسی شکل بناتا ہوں شوفر۔" وہ آخر میں شوفر شرارت سے بولا۔بختاور نے زرا سپیڈ بڑھائی جس پہ حداد نے اسے زرا سی آنکھیں دکھائیں۔

"بالکل بھوکے شیر کی طرح جس سے انسان دس فٹ دور رہنا پسند کرے۔"

"یار یہ والی ڈسکرپشن تو تم اپنے عظیم ماما کی دی رہی ہو۔شکر ہے ایک دن کے لئے گیا۔" اس نے دیکھا ارہا اپنی آنکھیں بند کر چکی تھیں وہ آج ضرورت سے زیادہ تھکی ہوئی تھی۔

"حداد! یہی باتیں جو آپ کرتے ہیں اس سے مجھے آپ بُرے لگتے ہیں۔"

Do not copy without Author's permission

"میری تو ہر حرکتیں تمھیں بُری لگتی ہے۔اچھا ہے تو صرف وہ۔" بختاور نے گاڑی روکی وہ لوگ پہنچ چکے تھے۔بیلٹ کھول کر اس نے مڑ کر حداد کو اور پھر ارہا کو۔

"یہ تو سو گئی آپ اس کے ساتھ بیٹھے میں زرا ہو کر آجاوں۔" وہ مڑ کر دروازہ کھولنے لگی جب حداد نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔

"ایک تو تم جب اچھی بیوی بنتی ہو تو دور بھاگنے کی ٹھان کیوں لیتی ہو۔شکل سے اتنا بُرا نہیں ہوں ہاں ضرورت پڑنے پر شیر بن سکتا ہوں۔" وہ اس کے چہرے کے اتنے قریب تھا کہ دونوں کی ناک آپس میں ٹکرا رہی تھی۔بختاور بلش کر گئی مگر اسے گھورتے ہوے بولی۔

"آپ کی زرا تعریف کر دوں آپ تو فری ہو جاتے ہیں۔" حداد نے مسکرا کر اس کے چھوٹے سے ڈمپل کو انگلی سے چھوا۔

"اچھا وہ تعریف تھی؟ویسے آج سے پہلے میں نے اتنی حسین تعریف نہیں وصول کی۔تم یہ تعریف وصول نہیں کرو گی۔"

"نہیں مجھے ارواور اپنے لئے ڈھیڑ ساری سویٹس لینی ہیں آپ بس اپنا کارڈ دے دیں میرے لئے اتنا کافی ہے۔" حداد نے بنا کچھ کہے جھک کر اس کی آنکھوں کو چوما اور پیچھے ہو کر بولا۔

"تم بیٹھو میں خود لاتا ہوں۔ تم نے تو میرا پورا بینک اکاونٹ خالی کر دینا ہے بس ان میٹھوں میں۔"

"حداد!! آپ۔۔۔" حداد نے ہاتھ اُٹھا کر بولا۔

"ہاں تمھاری زندگی میں میری کتنی اہمیت ہے اس کے مطابق میں شاید سویٹس لا سکتا ہوں۔" بختاور ایک دم کھل کر مسکرا پڑی۔

"سچ!!! " اس کے یہ کہنے پر حداد نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اپنا سر جھٹکا۔

"تم نے تو پوری دُکان خالی کروانی ہے میں تو چلا۔"

"حداد! " بخت کے کہنے پہ وہ رُک کر اسے دیکھنے لگا۔

"میرے دل میں آپ اپنی جگہ اگر جان گئے تو بیشک آپ کو دنیا جہاں سے سویٹس لانی پڑے میری محبت کے آگے وہ سویٹس بھی کم ہو گی۔"

حداد کھل کر مسکرایا۔

"سکندر کی آمد نے کچھ تو کمال دکھایا۔ ویسے ایک بات کہوں بیگم؟" بخت نے سیٹ سے سر ٹکا کر ابرو اوپر کرتے ہوے اسے بولنے کو کہا۔

"حداد عظیم از لکی ٹو ہیو یو۔" بختاور ہنس کر اپنا چہرہ شرم سے گھما چکی تھی۔

oooooooooo

اس کی آنکھوں سے پٹی اُتاری گئی تو وہ پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔اندھیر کمرے میں وہ اپنا چکراتا ہوا سر کو تھام کر اپنی آنکھیں بند کر کے بولی۔

"اب یہ کونسی گیم ہے سکندر!!! میری چُپ سے تمھیں آرام نہیں مل رہا تھا تو یہ حرکتیں شروع کر دی۔"

"کسی کو تمھاری چُپ سے آرام ملے نہ ملے میگھی ڈارلنگ مگر مجھے بیحد بے چین کر دیا تھا ۔ایسی تو نہ تھی تم ایک غنڈے کے آگے اتنی بے بس ہو گئی کہ اس کی قید کو دل و جان سے قبول کر لیا۔" اس آواز کو سُن کر میگھن ٹھہر گئی بلکہ ٹھہر نا کیا تھا ساکت ہو گئی ۔اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے صوفے پہ کوئی بیٹھا نظر آیا مگر نیم اندھیرے کے باعث وہ اس کا چہرہ دیکھ نہیں سکی۔زرا سی آنکھیں کھولنے پر اس نے دیکھا وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے سگار کا گہرا کش لے رہا تھا۔وہ اس کو پہچان گئی تھی اس کی کلون کی ایک مہک ہی اسے سارے جواب دے چکی تھی مگر وہ پھر بھی انجان بنتے ہوے بولی۔

"کون ہو تم؟اور میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟کیا سکندر نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔" اس کی آخری بات پہ وہ بڑے عجیب انداز میں ہنسا۔اس کے ہنسنے پر میگھن کو الجھن ہوئی۔ آخر اتنے سالوں بعد اسے اس کا خیال کیوں آگیا۔کہی پاپا نے تو کچھ نہیں کیا۔

"زیادہ مت سوچو سویٹی اور براڈاس نے کیا کرنا تھا تت ایک عام سے غنڈے کے قابو میں آگیا افسوس سدا افسوس رہے گا اس بات کا وہ ہماری مافیا کمینوٹی میں باس کیوں تھا جبکہ اس کی جگہ کس کی تھی یہ سب کے ساتھ ساتھ وہ بھی اچھی طرح جانتا تھا۔" وہ جیسے اس کی سوچ پڑھ کر سگار کا کش لیتا اپنی سکوچ اُٹھا کر اس کا جائزہ لینے لگا جوان تین سالوں میں بہت کمزور ہو گئی تھی اور اس کی خوبصورتی بھی جیل میں رہنے کی وجہ سے ماند پڑ گئی ورنہ ایک وقت تھا کہ ایک نظر میگھن کی طرف ٹھہرنے کے بعد پھر نظریں ہٹتی نہیں تھیں۔

"تم؟ تم کہاں تھے اور اتنے عرصے بعد یہ اندھیرا کیوں ہیں؟" وہ اب اُٹھتے ہوے ارد گرد دیکھتے ہوے اونچی آواز میں بولی جب دو ہٹے کٹے رشین باڈی گارڈ جن کے جسامت کے ساتھ چہرہ بھی بیحد ڈروانے تھے کہ ان کے کچھ کرنے سے پہلے ہی میگھن بیٹھ گئی۔

"یہ کیا ہے؟ اور مجھے نکالنے کی آخر وجہ کیا ہے؟" وہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھ نہیں سکتی تھی مگر محسوس کر سکتی تھی سکوچ کا سپ لیتے ہوے بولا۔

"بس تم سے ہمدردی تھی یہی سمجھ لو آخر کو تم میری فیملی ہو۔" اس کی بات پہ پراتنی ٹینز سچویشن میں بھی میگھن کی طنزیا ہنسی چھوٹ گئی۔

"ہم کچھ بھی ہو سکتے ہیں مگر فیملی ہر گز نہیں۔ تمھارے اس سب کے پیچھے مقصد کیا ہے ؟"

"بہت بڑا مقصد ہے پہلے تمھاری خاطر تواضع تو کر لوں پھر تفصیل سے اپنے دل کا حال سُناوں گا۔لے جاو میڈم کو۔" اس کے کہنے پر ایک میڈ سامنے آئی اور اس نے میگھن کو ویلکم کرتے ہوے دائیں جانب کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ میگھن اسے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ اپنے لوز ٹیمپر سے مشہور تھا اور ابھی اس کے منہ لگنے کا اسے کوئی شوق نہیں تھا۔اسے اپنی بیٹی کا بھی پتا کرنا تھا اب تو وہ چھ سال کی ہو گئی ہو گی سکول بھی جاتی ہو گی پتا نہیں اپنے باپ کے پاس ہو گی یا نہیں۔ سوچ کر ہی اس کی آنکھوں میں نمی اور سکندر کے لئے نفرت مزید بڑھ جاتی۔وہ چل کر کمرے سے باہر نکلنے لگی جب ایک بڑی سی پوسٹر سائیز فوٹو میں موجود ذی روح نے اس کے قدم جھکڑ لیا اور اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تصویر کو دیکھنے کے بعد اس نے مڑ کر اسے دیکھا جس کا چہرہ ابھی تک اندھیرے میں تھا۔اس نے ایک دم وحشت بھری نظروں سے اس تصویر کو دیکھا۔

"زندگی ہے میری زیادہ مت دیکھو نظر لگ جائے گی۔اب تو پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی ہے مگر میں اسے ڈھونڈ کے رہوں گا اور اسے چھپانے والے کو بھی صحیح منہ کے بل گراوں گا۔"

پوری دنیا کی لڑکیوں کو چھوڑ کر اسی کو اس کی زندگی ہونا تھا جبکہ وہ کسی اور کی جان تھی ۔اے خدا وہ یہ کیا دیکھ رہی تھی۔اسے لگا وہ گر کر بے ہوش ہو جائے گی اور وہ واقعی گر کر بے ہوش ہو چکی تھی.

oooooooooooooooooooooo

سکندر اندر داخل اور جاوید اس کے پیچھے کھڑا ارد گرد دیکھ رہا تھا۔ سکندر جیبوں میں ہاتھ ڈالے ناک کے سیدھ میں چلتا کسی ریاست کا شہزادہ بلکہ انڈر ورلڈ کا کنگ معلوم ہو رہا تھا وہ لوگوں کا جائزہ نہیں لیا کرتا تھا بلکہ یہ کام دوسرے کرتے تھے اس کے لئے۔بہت سے لوگ جو اسے جانتے تھے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھی وہ آخر یہاں کیا کر رہا تھا اور جو اسے نہیں جانتے تھے وہ اسے ستائش اور کچھ حسد بھری نظروں سے دیکھنے لگا پھر وہ رُک گیا تھا پھر سامنے اس شخص کو دیکھا جو لاونج کے پلش صوفے پہ بیٹھا ٹیکسٹ میسج کر رہا تھا۔اس کے بعد

اس نے سگار منہ میں ڈالا اور اس کے سائیڈ پہ کھڑا اس کا آدمی جو سکندر پہ غور کیے بغیر جھک کر لائیٹر سے سگار جلانے لگے تھے کہ ایک دم کسی کے ہاتھ نے اس کے منہ سے سگار نکالا۔ول کا ایک دم جھٹکے سے کسی کی ایسی گستاخی پہ سر اُٹھا کہ ایسی جرات آخر کس نے کی مگر وہ ایک ہی تھا جو ایسی ہمت رکھتا۔اپنی شان بان سے کھڑا وہ نیوی بلیو سوٹ میں ملبوس دل شکن انداز میں مسکراتا اور کوئی نہیں کاپو سکندر حدید تھا۔

"معذرت ہر گز نہیں کروں گا اتنے ارب پتی ہو؟اور ایسی گھٹیا کوالیٹی کی سگار پیتے ہو ۔۔تت۔۔"

وہ دونوں انگلی کو زرا سا گھما کر سگار کو زمین پہ پھینکتے ہوے اپنے بوٹ اس پہ رکھ روندنے لگا جیسے وہ انسانوں کو روندا کرتا تھا۔مالیشو کے سخت چہرے پہ ایک دم عجیب سی مسکراہٹ آئی۔

"آج ہالوین نہیں ہے تو یہ ڈیول کہاں سے آ ٹپکا؟" سکندر حسب معمول اپنی داڑھی پہ ہاتھ پھیرتا بولا۔

"بس کسی نے اس ڈیول کو چھیڑ دیا۔۔۔" وہ بولتے ہوے ارد گرد موجود بلینیرز کو دیکھنے لگا جو کچھ اسے دیکھ رہے تھے اور کچھ سامنے گلاس سے فٹ بال گراونڈ کو وہ کسی کو دیکھ کر چلتے ہوے مزید بولا۔

"اور ایسا چھیڑا کے بس اسے بے وقت حاضر ہونا پڑا۔" وہ گرے سوٹ میں ملبوس بائیں جانب صوفے پہ بیٹھے شخص کے سامنے آیا جس کی اوشن بلیو آنکھیں ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگیں۔سکندر نے سامنے جھک کر ٹیبل پہ پڑی اس کی مہنگی سگریٹ کا گولڈن کیس اُٹھایا۔جس پہ سُنہری رنگ میں لکھا ہوا تھا ایم اے۔

"اصل میں وہ ڈیول خون کا پیاسا ہے اور اتنا پیاسا ہے کہ وہ ایک خون کا بوند بھی اس کے جسم میں نہیں دیکھ سکتا مالیشو۔" اس نے کیس کھولا اور سگریٹ نکال کر اپنے لبوں

پہ رکھا۔اس کی شخصیت ایسی تھی کہ سامنے بیٹھا ہاٹ ٹیمپر بلینیر بھی اسے کچھ نہ بول سکا۔

"شکریہ نہیں کہوں گا مسٹر مصطفی آصف۔" اس نے سگریٹ اپنی لائیٹر سے جلاتے ہوے کیس اس کی طرف اچھالا جسے مصطفی آصف نے ایک ہی ہاتھ سے کیچ کیا۔ مصطفی نے اپنی مسکراہٹ کو روک کر اسے سرد نظروں سے دیکھا۔

"کوئی بات نہیں کبھی کبھی بھکاریوں پہ میں مہربان ہو جاتا ہوں۔" سکندر نے اسے آنکھیں دکھائیں مگر وہ مصطفی کی کمال ایکٹنگ پہ داد دیے بغیر نہ رہ سکا۔اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ مصطفی کا چارم ہر شہ پہ بھاری پر جاتا تھا اب وہ پچاس کے قریب تھا مگر اس نے اپنا اتنا خیال رکھا تھا کہ وہ سکندر کے برابر ہی لگتا تھا۔

"تو تم کہہ رہے تھے کہ کسی نے ڈیول کو چھیڑ دیا یعنی کے تم اور یہ گستاخی کون کر سکتا ہے۔میں ضرور جاننا چاہوں گا۔" سکندر نے سگار پہ اپنی گرفت مضبوط کر دی ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ایک منٹ میں ہی اس کا کام تمام کر دے مگر کنفرم بھی تو نہیں تھا کہ یہی وہ شخص ہے جو اس کے اور رے کے پیچھے پڑا ہے۔منہ میں سگار ڈال کر وہ اسے دیکھنے لگا جاوید نے آگے بڑھ کر اس کا لائیٹر جلایا اور سکندر گہرا کش لیتے اس کے سامنے والے صوفے پہ پر جمان ہوا۔

"رشیا سے تو بالکل غائب ہو گئے ہو آخری بار شاید تمھارا کسی خاص شخصیت کے علاج کے لئے چکر لگا تھا ہیں نا؟" اس نے بڑے عام سے انداز میں کہا تھا مگر سکندر کے اس کے خاص شخصیت پہ دل کیا کہ دنیا تہس نہس کر کے رکھ دے۔

"ہوں۔۔ مگر کچھ لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ میں رشیا میں نہ ہو کر کمزور ہو گیا ہوں۔ ڈرپوک یا بزدل کہہ لو وہ بن گیا جن کی ایسی سوچ ہے تو مجھے ان پہ ہنسی آتی ہے میں کچھ بھی ہو سکتا ہوں مگر کمزور ہر گز نہیں۔" مالیشو نے سر ہلاتے ہوے کہا۔

"اس میں تو کوئی شک نہیں ہے ڈیمن کاپو مگر ہر انسان کی کوئی نہ کوئی تو کمزوری ہوتی ہے ہیں نا؟" مصطفی جو کھڑے ہو کر پراگ کے ایک بزنس ٹائیکون سے مل رہا تھا وہ ایک دم الرٹ ہو کر سکندر کو دیکھنے لگا تو ایک دم چونک گیا ایسے تاثرات اسے نے کبھی کاپو کے نہیں دیکھے تھے۔ جاوید تو اب سکندر کے پھٹنے کا انتظار کر رہا تھا مگر سکندر ایک دم گہری مسکراہٹ اسے اچھالتے ہوے بولا۔

"بالکل جیسے تمھاری بھی کمزوری ہو گی ہیں نا؟ لیکن یہ ہم کیا بات کر رہے ہیں میں یہ تو ڈسکس کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں تو یہاں اپنے جیسوں کے ساتھ مل کر اچھا ٹائیم سپینڈ کرنے آیا ہوں۔ یہاں دیکھنے آیا ہوں کہ کس کی ٹیم جیتی ہے اور کس کی ٹیم ہارتی ہے۔" آخری جملے اس نے جس انداز میں کہے اس سے مالیشو الجھ گیا۔

"ہوں کیا تم اگلے میچ پہ پیسے لگاو گے؟"

"کھیل پہ جوا لگانا میرا اسٹائل نہیں ہے میں تو زندگی کے جوئے پہ یقین رکھتا ہوں۔"

اس نے سامنے جھکے ویٹر سے شیمپین کے بجائے گریپ جوس اُٹھایا۔اب مالیشو کو جھٹکا لگا سکندر کی فیورٹ تھی شیمپین وہ جب بھی پارٹی میں اسے نظر آتا تھا تو پانچ چھ گلاس تو اس کا معمول ہوتا تھا۔اسے دیکھنے کے بعد وہ اُٹھ پڑا اور سامنے سٹیڈیم کی طرف نظر جما کر اپنی نئی سگار جو اسے نے اُٹھتے ساتھ اُٹھالی تھی منہ میں ڈال کر جلانے لگا۔سکندر نے اسے پھر مصطفی کو دیکھا جو سر نفی میں ہلانے لگا۔سکندر بھی کچھ سوچ کر اب سب پہ نظریں گھماتا فون کھول کر چیک کرنے لگا۔

"نہیں یہ رشین نہیں ہے اسے براڈ اور اس کا باپ لائے تھے۔پہلے تو یہ فائیٹر تھا مگر کاپویہ اپنے بل پوتے پہ بنا ہے سب سے طاقتور گینگ اسی کا ہے پھر سُنے میں آیا کہ یہ اپنے ملک واپس چلا گیا اور اپنی ہکلاتی بیوی کی وجہ سے رشیا آنا بھی چھوڑ دیا۔"

"ہیں ہکلاتی بیوی؟اس جیسا شاندار آدمی نے ہکلاتی لڑکی سے شادی کی پھر تو یقیناً ہاٹ ہو گی۔"

"ہم لوگوں نے تو نہیں دیکھی میگھن صاحبہ نے مشہور کیا تھا کہ بڑی عام سی شکل کی ہے مگر پھر بھی یہ شخص اس کے لئے دیوانہ ہے۔ویسے مجھے اشتیاق ہے کہ وہ دیکھنے میں۔۔۔۔" جورج جو آگے سے مزید بولتا کسی کا زوردار تھپڑ نے اس کی بولتی بند کر دی۔سکندر نے اس کا کالر اُٹھا کر چہرہ اپنے طرف کیا۔

"کیا کہا؟ دیکھنے کا اشتیاق میری بیوی کو دیکھنا ہے۔یو باسٹرڈ۔" اس نے اس کے بال پکڑ کر اس کا منہ زور سے ٹیبل کی طرف پھینکا۔سب ایک دم پیچھے ہوے مصطفی جو اپنا ڈرنک اُٹھا رہا تھا ایک دم شاکڈ رہ گیا اور سکندر کی طرف بڑھا۔

"میری بیوی کے بارے میں بولنا تو دور اس کو سوچنے کی اجازت نہیں دیتا اور تم اس کو کسی شہ سمجھ کر ڈسکس کر رہے ہو۔" سکندر نے اپنی گن نکال لی اور اس کے بالوں کو کھینچا۔

"آج تمھاری دونوں کی دونوں آنکھوں کو ضائع کروں گا تو پھر ہر چیز دیکھنے کی اُمید باندھے بیٹھے رہ جاوگے۔" مصطفی کو ایک دم فلیش بیک آیا۔جب ایک آدمی نے حیا کو غلط الفاظ سے مخاطب کیا تھا تو وہ کیسے غصے سے پاگل ہو گیا تھا کیسے اس نے اس کا سر پھاڑ کر اسے آئی سی یو پہنچا دیا تھا اور وہی چیز کسی اور شخص کو یہ کرتے ہوے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔

"بے بی گرل اگر تمھیں کسی نے کچھ کہا تو میں میرے اندر کی بیسٹ کو سلانے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔"

پانچ چھ ہٹے کٹے گارڈز سکندر کو آکر روکنے لگے کہ اسی وقت جاوید کے گن نکالنے کے کی ساتھ ساتھ سکندر کے دو باڈی گارڈز آ گئے۔سکندر نے گن اس شخص کی کنپٹی پہ رکھی اور سب کو دیکھ کر وہ کسی بھیڑیے کی طرح غرایا۔

"جو مجھے جانتے ہیں انھیں میری درندگی کا پتا ہو گا جو نہیں جانتے آج وہ میری درندگی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔جب اتنا سب کچھ جانتے تھے تو یہ نہیں پتا تھا کہ میں کیا ہوں؟کیسا ہوں میرے ساتھ میس کرو گے تو اس کے ساتھ میں کیا کر سکتا ہوں ہاں؟ کیا یہ تمھاری میگھن سسٹر نے نہیں بتایا تھا۔"

"سب اپنے ہتھیار نیچے رکھ دیں۔اگر اپنی خیریت چاہتے ہیں۔" جاوید نے اونچی آواز میں سب کو خبر دار کر دیا۔کچھ نے سُنا کچھ وہی کے وہی کھڑے رہے۔

"میں دوبارہ نہیں دُہراوں گا کہ سب اپنے ہتھیار نیچے زمین پہ پھینک دیں۔" جاوید اب اونچی آواز میں سب کو حکم دیا۔وہ عام ویدے سے کافی مختلف روپ میں دکھائی دے رہا تھا جو وہ اکثر پوری دُنیا سے چھپا کر رکھتا تھا۔

"میکس کیچ!! " سکندر نے مصطفی کو متوجہ کیا جو اس صورتحال میں خود بڑا کام اور کمپوزڈ تھا سکندر کی جگہ اگر وہ ہوتا تو اس نے اس سے بھی زیادہ بُرا حشر کرنا تھا۔سکندر نے مصطفی کو گن پھینکی جس نے کیچ کیا۔سکندر نے اس کے خون سے لت پت چہرہ کو پکڑا۔

"اب بتانا پسند فرماو گے میرے اور میری عزت کے بارے میں لوگوں کے ساتھ ڈسکس کر کے تمھیں کیا ملتا ہے۔" سکندر نے اپنی سپرائیل نائیف نکال لی۔سب کو سانپ

سونگھ گیا جو اسے جانتے تھے وہ اس کے ارادے کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے اور جو نہیں جانتے تھے ان کو بھی اس شخص کے ارادہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"آپ بتائیں مصطفی صاحب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیا اس کا حق بنتا ہے میری بیوی کو ہکلاتا انسان کہنا' کیا اس کا حق ہے کہ وہ میری بیوی کے بارے میں زرا بھی سوچے ۔اسے اوروں میں ڈسکس کرے" سکندر مصطفی کی پوزیسونس جانتا تھا بلکہ اس نے ایسی پوزیسونس اپنی بیوی کے لئے اس شخص میں ہی دیکھی تھی پہلے وہ اس بات پہ یقین نہیں رکھتا تھا مگر جب رے ملی تو اس بات پہ پختا یقین ہو گیا۔ مصطفی کی آنکھیں بڑی عجیب ہو گئیں اسے سکندر برحق لگا کیونکہ یہ بات حیا کے لئے کر رہا ہوتا تو۔۔۔۔

"میرے اندر کا بیسٹ تمھیں اسے ختم کرنے کو کہے گا مگر میں چاہتا ہوں اسے اپنا ٹیسٹ دے کر چھوڑ دو۔" سکندر ہنس پڑا۔

"ہم کتنے سیڈسٹک ہیں۔" اس نے اس شخص کو منہ کے بل پھینکا اور اپنا پاوں اس کے منہ پہ رکھ کر زور سے دبایا۔ دو گارڈ دوبارہ آنے لگے۔ جب مصطفی اونچی آواز میں بولا ۔

"کوئی نہیں ہلے گا ورنہ تم لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

"سکندر نے زرا جھک کر چھری کی نوک بالکل اس کے سامنے دکھاتے ہوے کہا۔

"زبان گنوانا چاہو گے یا اپنا چہرے کی جلد چوائیس عموماً میں نہیں دیتا تم لکی ہو بتاو؟" وہ بندہ تڑپ کے کچھ کہہ رہا تھا مگر سکندر کو کچھ سُنائی نہیں دے رہا تھا۔

"بولو!!!! " وہ اب چھری بالکل اس کے چہرے کے قریب لے آیا۔ مصطفی نے فون نکال کر کسی کو کال ملائی اور کسی سے جرمن زبان میں کچھ کہا۔ دو منٹ کی کروائی کرنے کے بعد سکندر نے اسے پرے کیا اور سب کو بنا کچھ کہے وہاں سامنے بار کاونٹر سے نیپکن اُٹھا کر اپنے ہاتھ صاف کرنے لگا اور دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

سکندر نے صرف اس کے چہرے کے ایک حصے پہ گہرا کٹ لگایا تھا وہ مزید آگے بڑھتا مگر پتا نہیں اسے کیا ہوا کہ ایک دم پیچھے ہو کر وہ باہر نکل گیا۔

"آپ سب لوگوں سے کہا بھی تھا کہ یہ پیسفل ایونٹ ہے۔ ایک دوسرے سے ایسی باتیں کرنے سے گریز کریں مگر میں آپ لوگوں کو کیا کہہ سکتا ہوں اس کا حال آپ کے سامنے ہے۔" مصطفی نے بڑی اونچے آواز میں کہا۔

"تو تم اس غنڈے سے ملے ہوے تھے۔" ایک بزنس مین نے مصطفی آصف کو دیکھ کر تیزی سے کہا۔

"لینگیوج پلیز!!!! میں بالکل لحاظ نہیں کروں گا یہ تو آپ نے ٹریلر دیکھا تھا پکچر میں دکھادوں گا۔"

"اگر اس طرح کی پارٹی میں ایک دوسری کی بیویوں کو اپنی رکھیلوں کی طرح ڈسکس کیا جائے گا تو آئیم سوری ٹو سے کم سے کم میں یا کاپو لحاظ نہیں کریں گے کیونکہ ہم بے غیرت نہیں ہے۔" اس نے گن جاوید کی طرف اچھالی جس نے کسی پروفیشنل انداز میں کیچ کیا اور سکندر کی طرف بڑھا۔ صاف پتا چل گیا تھا اس میں مالیشو کا ہاتھ نہیں تھا اور اس بندے نے جو بکواس کی تھی اس کے پیچھے لازمی کسی کا ہاتھ تھا ورنہ اتنا کوئی پاگل نہیں تھا سکندر کے سامنے وہی بات کرتا جس سے وہ ٹرگر ہوتا۔ سکندر کبھی مر کر اس بندے کو نہ چھوڑتا مگر وہ بھی شاید اگلی کی چال سمجھ گیا تھا جو اس کے ساتھ مائینڈ گیمز کھیل رہا تھا اور وہ اپنے وقت اور دماغ کے ساتھ کسی کو کھیلنے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتا تھا۔

oooooooooooooooooooo

فجر کی نماز مکمل کر کے اسے نے جائے نماز اُٹھائی تو ایک دم وہ رُک گئی جب اس نے نوٹس گیا کہ دروازے کے کے بالکل قریب ایک پیلے رنگ کا انویلپ تھا۔ رمشا حیران رہ گئی اس کا دھیان کیوں نہیں گیا اس طرف۔ پہلے تو یہ انویلپ موجود نہیں تھا۔ اس نے بستر کی طرف دیکھا جہاں ارہا سو رہی تھی۔ اس نے جا کر جھک کر انویلپ اُٹھایا تو دیکھا اس میں خالی رے لکھا ہوا تھا وہ مسکرا اُٹھی ضرور داود نے بھیجا ہو گا جبکہ آج تو

داود نے کروشیا سے واپس بھی آنا تھا۔اونیلپ کھول کر اس نے دیکھا ایک کروز کی ٹکٹ کے ساتھ ایک خط موجود تھا اس خط میں لکھا تھا۔

"تمھیں تو پتا ہے یہ پل میرے لئے کتنا قیمتی ہے جس دن تم میری بنی تھی یہ ہماری اینیور سری تو نہیں ہے مگر اس دن میں نے تمھیں سب سے چُرا کر ہمیشہ کے لئے اپنی موہر تم پر لگا دی تھی۔جانتا ہوں یہ پل نہ تمھارے لئے خشگوار تھا نہ تمھارے گھر والوں کے لئے مگر میں نے اپنا اصل اس دن پا لیا تھا۔ تمھارا لئے یہ دن کسی بُرے خواب سے کم نہیں ہو گا اور میں یہ بُرا خواب مٹا دینا چاہتا ہوں۔الماری میں ایک ڈریس پڑا ہو گا اس کے ساتھ اوور سائیز کوٹ پہن لینا۔جاوید تمھیں لینے آئے گا۔

تمھارا داود۔"

رمشا نے اس خط کو بار بار پڑھا۔اس نے وہ خط سینے سے لگاتے ہوے اپنی سوئی ہوئی بیٹی کو دیکھا پھر جھک کر اس کا سر چوما۔

"تمھارے بابا کتنے اچھے ہیں میرے جان اللہ کرے تمھیں بھی ان کی طرح محبت کرنے والا شخص ملے بس پاگل نہ ہو۔" وہ کہتے ہوے ہنس پڑی پھر تیار ہونے کے لئے بڑھی ۔ڈارک اورنج لانگ سن ڈریس پہن کر وہ اپنے بالوں کو برش کرنے لگی ابھی پندرہ منٹ میں جاوید بھائی آنے ہی والے ہو گے۔میک کے نام پہ اس نے زرا سا بلش' مسکارا اور ہلکی سی ریڈش پنک لپ سٹک لگائی تھی۔ چھوٹے سے روبی ٹاپس پہن کر اس نے سلک

ریڈ کلر کا ہیر بینڈ سر پہ باندھا۔اور گلے میں لائیٹ اور ریڈ کمبنیشن کا سلک سکارف گلے میں ڈال کر اس نے براون کلر کا اوور سائیز کوٹ پہنا اور اپنے بال پیچھے کو پھینکے۔ چھوٹا سا پرس اُٹھا کر اس نے ارہا کو چیک کیا جو دو گھنٹے بعد ہی اُٹھے گی کیونکہ رات تک وہ جاگی رہی تھی۔اس کے سونے اور جاگنے کے اوقات دونوں یہاں آنے پر خراب ہو گئے تھے۔گہرا سانس لے کر وہ باہر کی طرف بڑھی جب نیچے آئی تھی تو بختاور کچن میں تھی۔بختاور کسی کے آنے پر مڑ کر رمشا کو دیکھنے لگی تو اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

۔

"یہ اتنا خوبصورت شخص کون ہے میرے سامنے کیا پریاں اب صبح صبح بھی آنے لگی ہیں ۔" اس نے چہرے پہ ہاتھ رکھ جس طرح کہا تھا رمشا ایک دم چھینپ اُٹھی۔

"تم اس وقت اتنی جلدی کیوں اُٹھی ہو؟"

"حدادورک آوٹ کرتے ہیں نماز کے بعد تو ان کا پروٹین شیک بنا کر میں سونے جا رہی تھی۔آج ویسے بھی ویکنڈ ہے تو چھٹی ہے میری لیکن مجھے لگتا ہے کہ سیدھا بابا کے کمرے میں جانا ہو گا کیونکہ آپ تو جا رہی ہو؟"

"نہیں تم سو جاو میں جاوید بھائی کو کہوں گی وہ ارو کو اپنے ساتھ لے جائے ان کی وہ عادی ہے خوامخواہ کل پرسوں سے ہی لگی ہو۔"بختاور نے گھورا۔

"یہ جو بات آپ نے آج کہی ہے آئیندہ نہیں کیجیے گا ورنہ اپنے سے دو سال چھوٹی سے آپ کو بہت سخت مار پڑے گی اور ٹرسٹ می میں مارتی بہت زور سے ہوں یہ آپ حداد سے پوچھ لیں۔" رمشا ہنس پڑی۔ بختاور آگے آئی اور اس نے رمشا کا ہاتھ پکڑا۔

"آپی رہا کہنے کو میری کزن ہے لیکن وہ میری جان ہے' میری بیٹی ہے اور میری بہن ہے۔ جب یہ پیدا ہوئی تو ماما کے ساتھ ساتھ اس دن میں بھی موجود تھی۔ میں نے آپ کی تکلیفیوں سے لے کر ارہا کے رونے کو اور آف کورس ماما کی دھاڑوں کو اپنے اندر تک محسوس کیا ہے۔ مجھے کسی چیز نے جنجھوڑ کر نہیں جگایا جتنا اس کے معصوم سے وجود کو دُنیا میں آکر دیکھتے ہوئی میں اُٹھی۔

. I felt alive at that moment it changed me

اسی ذی روح نے مجھے کسی کو معاف کرنے کی ہمت بھی دی جو آج میرا سب کچھ ہے۔ اگر ارونہ ہوتی تو سمجھو میں حداد کی نہ ہوتی تو آپ بے فکر ہو کر جائے کیونکہ وہ نہ صرف آپ دونوں کی نہیں بلکہ میری اور حداد کی بھی جان ہے۔" رمشا نے بختاور کو پیار کیا۔

"لو یو بختا۔"

"آپ جلدی بھاگے اس پہلے بیسٹ ہمارے چھوٹے سے گھر پہ حملہ نہ کر دے۔" اس نے رمشا کو جلدی جلدی باہر کی طرف بھیجا جہاں جاوید سلیک مرسیڈیز کے ساتھ کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

oooooooooooooooooooooooooooo

رمشا کے انتظار میں وہ کھڑا اِدھر ٹہل رہا تھا کبھی اُدھر۔ زندگی میں اتنے پلان چینج کرنے پڑے گے اس نے ایسا کبھی سوچا نہیں تھا۔ جس بندے کی تلاش میں وہ وہاں گیا تھا یہ سوچ کر اسے پکڑ کر اس کا کام تمام کرنے کے بعد وہ آرام سے رمشا کے ساتھ شاید پاکستان چلا جائے بھاکا کردار ختم ہی نہ کرے۔ وہ اس ماحول اور اس لقب کا عادی ہو گیا تھا۔ اسے کاپو سے زیادہ بھابنا پسند تھا مگر ہر چیز آپ کی پسند کے مطابق کہاں ہوتی ہے ۔ گیم جتنی آسان سمجھی تھی اتنی آسان نہیں تھی۔ وہ بندہ اتنا سیدھا بھی نہیں تھا اگر سیدھا ہوتا تو سکندر پہ پہلا حملہ دہشت گردی کا لیبل لگ کر نہ ہوتا۔ وہ اپنے اور مصطفی کی کل رات کی گفتگو کو سوچ رہا تھا جو بڑی تفصیل سے ہوئی تھی اور اس پہ فیصلہ بھی کیا تھا۔

سکندر سامنے پول کو گھور رہا جب سگریٹ سلگاتے ہوے مصطفی آصف بولا۔

"تم کافی بدل گئے ہو۔" سکندر نے اس کے کہنے پہ اسے دیکھا جو گرے شرٹ اور خاکی پینٹ میں ملبوس عام سے حلیے میں بھی ہینڈسم ہنک لگ رہا تھا۔ ارد گرد کی لڑکیاں جو

ان کے پاس سے گزر رہی تھی ان سب کی بار بار مصطفی کی طرف نظریں اُٹھتی تھی کوئی اسے فلرٹ قسم کی مسکراہٹ اچھالتی' تو کبھی آنکھ مر کر ہنستے ہوے چل پڑتی مگر مصطفی کا دھیان بالکل سکندر کی طرف تھا۔ بارہ سال پہلے ہاں مصطفی کا رسپونس بالکل الگ ہوتا جسے سوچ کر سکندر کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"لڑکیوں کو پتا چل گیا ہے کہ ان کے سامنے سونے کا مرغا بیٹھا ہے اس لئے صحیح ممکن کوشش کر رہی ہیں کہ تمھاری توجہ حاصل کر سکے۔" مصطفی نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں پھینکتے ہوے جوس کا گلاس اُٹھایا۔

"میری بلا سے کرتی رہیے۔ میں صرف حیا کا ہوں اور میں اسی کی توجہ چاہتا ہوں۔"

"بارہ سال پہلے کا میکس تم پر اس وقت ہنس رہا ہوتا۔"

"تمھیں بھی دیکھ رہی ہیں لڑکیاں۔ کچھ تو تمھارے خطرناک چہرے کی وجہ سے دور دور ہو کر انجوائی کر رہی ہیں اور کچھ کو بیڈ مین بہت اچھے لگتے ہیں اس لئے تمھارے سامنے سے گزر کر کچھ نہ کچھ ایسا کر رہی ہیں جس سے تم متوجہ ہو جاو۔"

"ناٹ انٹریسٹڈ۔" اس نے سرد انداز میں کہتے ہوے نٹس کا باول اُٹھایا اور ادِھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"وہ تو بیوی کے آنے سے پہلے بھی تم یہی کہتے تھے۔ ویسے صنف نازک کی طرف متوجہ کیسے ہوے میں ابھی تک حیران ہوں۔"

"مرد ہوں کبھی نہ کبھی متوجہ ہونا ہی تھا۔"

"اچھا مجھے تو آج پتا چلا تم مرد ہو۔" مصطفی کے شرارت سے کہنے پر سکندر نے اسے مسکرا کر گھورا۔

"نیک 'شریف اور عزت دار مرد ہوں۔ تمھاری طرح پلے بوئی نہیں رہا۔" سکندر بھی چوٹ کرنا نہیں بھولا۔

"پیچھے پڑ جاو یار ہو گئی غلطی اس وقت مجھے ہدائیت کی روشنی نہیں ملی تھی۔ تم تو پھر مسلمان تھے تمھارا فرض بنتا تھا نیک شریف آدمی کہ مجھے کچھ سکھاتے۔" اس نے بات مذاق میں کہی تھی مگر سکندر سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اکیس 'بائیس سال کا تھا۔ نیا نیا زخم تھا اوپر سے تمھیں اتنا جانتا بھی نہیں تھا اور کونسا تم نے میری سُن لینی تھی تمھارے لئے میں ایک نو عمر لڑکا تھا۔"

"تم اور نو عمر؟ مجھے اس وقت تم کسی اکتیس بتیس سال کے آدمی لگ رہے تھے۔ اب تو خیر چالیس کی ہی لگتے ہو۔"

"دادا بنے کی عمر میں باپ بن رہے ہو کیا کہہ سکتا ہوں میں۔"

"اچھا چھوڑو تبدیلی کی وجہ بتاو کاپو؟"

سکندر سیدھا ہو کر اب پانی کا گلاس اُٹھا کر اپنی سگریٹ کا پیکٹ نکالنے لگا۔

"کونسی تبدیلی میں تو ویسا ہی ہوں۔"

"شراب کیوں نہیں منگوائی۔"

"کیوں دل چاہ رہا ہے؟" سکندر نے چڑانی والی مسکراہٹ سے کہا۔

"چار سال تو میری موجودگی کی پرواہ کیے بغیر تم پیتے تھے۔"

"چار سال پہلے پیتا تھا اب نہیں۔" سکندر نے سگریٹ نکال کر ہونٹ کے بیچ رکھتے ہوے مصطفی کا لائیٹر لیا۔

"روکنے والی جو آگئی ہے۔" مصطفی مسکرایا۔

"رے نے مجھے اپنی انگلی میں لپیٹ لیا ہے۔"

مصطفی نے اپنی آنکھیں گھما کر ہنسا۔

. Tell me about it

"تم رے سے کتنی محبت کرتے ہو؟" وائٹ پولو شرٹ اور خاکی پینٹس میں وہ ڈیشنگ کاپو جو سگریٹ سلگا رہا تھا ایک دم رُکا اس کا جبڑے ایک دم بھینچے گئے۔ گریپ جوس کا سپ لیتے ہوے اس نے سکندر کے جواب کا انتظار کیا تھا۔ سکندر نے سگریٹ کا گہرا کش لیا اور بولا۔

"میکسملین مارٹن بہتر ہو گا کہ آپ اسے میری بیوی کہو تو بہتر ہے اسے رے صرف میں کہہ سکتا ہوں۔"

مصطفی کی اوشن بلیو آنکھیں ایک دم حیرت میں متبلا ہو گئیں پھر وہ دل شکن انداز میں مسکرایا۔گلاس ٹیبل پہ رکھ کر وہ بولا

Possessive huh ? And I suggest that you call me Mustufa . Asif that's my name

سکندر عجیب انداز میں مسکرایا۔

"محبت ہو تمھاری جیسی جو مسلمان بنادے۔واو کافی بدل گئے میکسی۔" ڈھیٹ کا دوسرا نام سکندر تھا۔

"خیر مجھے بتاو تم اپنی بیوی سے کتنی محبت کرتے ہو؟" سکندر نے گہرا کش لیتے ہوے اپنے ابرو اوپر کیے اور مصطفی آصف کو دیکھا پھر بولا۔

"ہوں میں رے سے کتنی محبت کرتا ہوں میرے خیال سے جہاں تمھاری محبت اپنی حیا کے لئے ختم ہوتی ہے وہی میری محبت رے کے لئے شروع ہوتی ہے۔"

توبہ سکندر کی باتیں اور اس کا ایٹی ٹیوڈ دونوں لاجواب کر دیتی ہیں۔اگر سکندر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو مصطفی اس بات کے جواب میں اس کا منہ توڑ چکا ہوتا لیکن وہ اس کے چھوٹے بھائی کی طرح تھا۔

"اپنی بکواس کو کنٹرول۔۔۔۔" سکندر نے ہاتھ اُٹھایا۔

"مذاق کر رہا تھا۔ تمھاری اور بھابی کی محبت کو میں بہت انسپائیر کرتا ہوں۔ یہ ایسی محبت ہے جو مجھے لگتا تھا کہ اس دنیا میں موجود نہیں ہوتی۔ کون کسی سے اتنا پیار کرتا ہے 'کون کسی کے لئے اپنے آپ کو اتنا بدل کے رکھ دیتا ہے۔ کوئی کیسے کسی کا دی ون یا فور ایور بن جاتا ہے۔ کوئی کیسے کسی کے لئے اتنا پوزسیو ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب مجھے رمشا کے آنے کے بعد ہی ملا تھا۔

love makes you do weird things

تو محبت کبھی ختم نہیں ہوتی ہے۔ تمھاری محبت واقعی ایک انپریشن ہے۔"

"بس کر یار رلاو گے۔ تمھارے بڈی نے سُن لی نا یہ ساری باتیں تو تمھیں بے وفا سمجھے گا۔"

"میں نے تمھاری تعریف نہیں کی۔ تمھاری محبت کی بات کی تھی۔"

"میری محبت کو چھوڑو کاپو میرے سوال کو کس رُخ پہ لے گئے میرا مقصد یہ تھا کہ اپنے بیوی کی حفاظت کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو تم؟"

"اگر شرط میری جان دینے کی بھی ہو تو وہ بھی دے دوں گا۔" مضبوط لہجے میں کہا وہ مصطفی کو سر ہلانے پہ مجبور کر گیا۔

"مجھے میرا جواب مل گیا۔ابھی تم تو جاو۔ تین دن بعد آسٹریا آنا ایک ہفتے کے لئے۔ تمھارے وہاں سیٹلمینٹ کا انتظام کردوں گا اس کے بعد اس کلپرٹ کو پکڑنے کے لئے تمھاری مدد بھی کر سکتا ہوں۔"

"نو نیڈ بڈی باقی سب میں دیکھ لوں تمھارا شکریہ۔"

"کاپو تم نے بہت کچھ کیا ہے میرے لئے۔نہ صرف میرے بزنس کی بڑی سی بڑی رکاوٹوں کو حل کیا بلکہ حیا کو بھی تم نے بچایا میری مدد بھی تم نے کی وہ بھی ظاہر نہ کر کے۔"

"ازکا کو میں نے نہیں بھابی نے مارا ہے۔میں نے تو صرف ایک بندہ بھیجا انویسٹیگیٹ کے لئے۔اسی نے تمھاری مدد کی تھی۔"

"مگر اسفندیار کی سچائی تم سے ہی پتا چلی تھی اور تم نے جو اس کا حشر کیا۔۔۔۔"

سکندر نے اس کی بات کاٹی۔وہ کریڈٹ لینا پسند نہیں کرتا تھا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا مجھے تھینک یو مت کہو۔"

oooooooooooooooooooooooooooooooooo

گاڑی روک کر ڈرائیور نے دروازہ کھولا۔رمشا حیران ہو رہی تھی کہ اس بار جاوید موجود نہیں تھا اس نے مصطفی کے پلین میں اسے اُتارا اور پھر جب وہ یہاں جنیوا میں پہنچی تو ایک ڈرائیور کے ساتھ تین باڈی گارڈ اس کے استقبال میں موجود تھے۔سکندر کی

پوزیسونس نے اس بات کی اجازت کیسے دے دی۔ وہ مکمل طور پہ پروفیشنل انداز میں اس گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ رہے تھے۔ رمشا کنفیوز سا ہو کر سکندر کا پوچھنا چاہتی تھی مگر چُپ رہی۔ ضرور وہ آس پاس ہی ہو گا اس کے مگر ظاہر نہیں کر رہا تھا۔ وہ چُپ کر کے بیٹھ گئی وہ اب لیک جنیوا کے قریب مارکٹ میں پہنچے تو وہ گاڑی سے اُتری۔ اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ اب وہ اُتر گئی ہے تو کیا کرے۔

"آپ سیدھا جا سکتی ہیں میم سر آپ کے پاس خود ہی آ جائے گے۔ ریلیکس ہم آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہیں۔" ایک ہٹا کٹا آدمی جس نے اس کا دروازہ کھولا تھا اپنی روسی ایکسنٹ سے بولا۔ رمشا سمجھ گئی یہ سکندر کا ہی آدمی ہے۔

"شکریہ۔" وہ اب مارکیٹ کے داخلی حصے کے اندر بڑھی۔ زیورک کے مقابلے میں یہاں دھوپ نکلی ہوئی تھی اور زرا گرمی بھی تھی تو پلین میں ہی اسے سٹایلش سا بیج کلر کا پتلا ٹرینچ کوٹ دے دیا تھا تاکہ اسے گرمی نہ لگے۔

"یا اللہ سکندر اب کہاں ڈھونڈوں گی آپ کو۔"

"وہ فروٹ مارکٹ کی طرف گزری تو اس نے تازہ لال رنگ کے سیب دیکھ ہوئی چلی آئی انھیں اُٹھا کر وہ دیکھنے لگی تو اسے لگا کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے۔

"یہ سیب اتنا لال نہیں ہے جتنے کہ آپ کے گال لال ہیں۔" رمشا مسکرائی اس نے سیب کو رکھتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ اس کے بالکل قریب کھڑا تھا۔ وائٹ ٹی

شرٹ اور براون خاکی پینٹ میں ملبوس سن گلاسس پہنے وہ اس کی دل کی دھڑکن تیز کر چکا تھا۔ سکندر نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کا جائزہ لیا تو مسکرایا۔

"مائین!" رمشا نے اسے گھورا۔

"یہ پک اپ لائین بہت لیم تھی مسٹر اس پہ باقی لوگ پاگل ہو سکتے ہیں مگر میں نہیں۔

" وہ کہتے ہوے آگے چل پڑی اور مسکراہٹ کو اس نے اپنے چہرے پہ کسی موسم کی طرح خوش آمدید کہا۔

"لیکن گوز پوشا (میڈم) میں نے تو جو دیکھا وہی کہا۔" وہ اس کے پیچھے آیا اور اس کے کھلے ہوے چہرے کو دیکھتے ہوے بولا۔

"اور یہ بھی دیکھا ہو گا کہ میں مشرقی لڑکی ہوں اور مشرقی لڑکی سے فلرٹ کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔" وہ اب چیز کی دُکان کی طرف بڑھی اور انھیں دیکھنے لگی۔

"اوہ داٹ میکس دی ٹو آف آس میں بھی مشرقی لڑکا ہوں اور ٹرسٹ می آپ سے فلرٹ بالکل نہیں کر رہا۔ آپ یہاں کچھ لینے آئی ہیں؟" رمشا نے اپنی مسکراہٹ روکی اور سنیجدگی سے اسے دیکھا۔

"تو مشرقی لڑکے آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟ نہیں نا تو آپ یہاں سے تشریف لے کر جا سکتے ہیں۔"

"یہاں کسی کو اردو یا روسی زبان نہیں آتی سوائے آپ کے تو میں اس لئے آپ سے بات کر رہا تھا۔ ویسے آپ کا نام کیا ہے؟"

"تو میں کیا کروں اگر کسی کو آپ کی زبان نہیں آتی اور میں اجنبیوں کو اپنا نام نہیں بتاتی ۔" وہ چیز کی قیمت دیکھنے کے بعد چل پڑی کافی مہنگی چیز تھی۔ اب وہ خالص جام کی مارکیٹ کے اندر گھس گئی۔ سکندر اس کے پیچھے آیا۔

"ویسے اسے ناچیز کو شیر داود کہتے ہیں۔" رمشا ایک چھوٹی سی باسکٹ اُٹھا چکی تھی اور اس میں کیوٹ سی جیم کی باٹل ڈالنے لگی تب سکندر جھک کر بولا۔ رمشا نے ایک دم مڑ کر اسے آنکھیں دکھائیں۔ سکندر کو یہ گیم کھیلنا دشوار ہو گیا۔

"آپ کی پرابلم کیا ہے؟" سکندر اپنے چہرے پہ دُنیا جہاں کی معصومیت لے آیا۔

"ارے میں تو اپنا نام بتا رہا ہوں۔ سوری میں زرا پیچھے ہو جاتا ہوں۔"

"آپ بہتر ہے یہاں سے چلے جائے۔"

"تو آپ کی مدد کون کرے گا آپ کو تو صرف اردو اور انگریزی آتی ہے۔" سکندر فل کریکٹر میں تھا ایک منٹ کے لئے رمشا بھی حیران رہ گئی یہ سکندر ہی ہے نا۔

"آپ کو کیسے پتا کہ مجھے صرف دو زبانیں آتی ہیں۔ ہو سکتا ہے مجھے جرمن آتی ہو۔"

"لگتا تو نہیں ہے لیکن اگر نہیں آتی تو کوئی بات نہیں مجھے اٹالین بھی آتی ہے اور یہ سویٹزرلینڈ کی آفیشل زبانوں میں سے ایک ہے۔"

"آپ کو تو بہت کچھ آتا ہے تو پھر مدد کی کیا ضرورت۔"

"مجھے پیار کرنا بھی آتا ہے آپ آزما کر تو دیکھیے۔"

"آپ کے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں۔"

"نہیں ایک بھانجی ہے مگر فیوچر میں ہماری بیٹی ہو گی اس کا نام ارہا رکھوں گا۔وہ ماں بہن کا کوٹا پورا کر دیں گی۔" رمشا کی ناچاہتے ہوے بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

oooooooooooooooooooooooooo

حداد سو رہا تھا۔بختاور نے ایک ہاتھ میں گیٹار پکڑا ہوا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے ارہا کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔جس نے چھوٹا سا کھلونے والا مائیک پکڑا ہوا تھا۔سائرہ کا دیا ہوا گفٹ تھا جو ابھی ارہا سے مل کر اپنے گھر گئی تھی۔ارہا کو مائیک مل گیا تو بس اپنے بابا کی طرح شروع ہو گئی۔بخت کے دماغ میں آئیڈیا آیا اس نے شون سے گیٹار منگوایا اور اب سیدھا حداد کے کمرے میں جا رہی تھی جس کی آج چھٹی تھی۔دروازہ کھول کر وہ آہستگی سے بستر کی طرف آئی۔اور اس نے ارہا کو بیڈ پہ بیٹھایا اور اس کو روکا بھی جو سیدھا نانا کے پاس جانے والی تھی۔

"نو بابا کوائیٹ نو سنگنگ۔" اس سے پہلے ارہا بولتی بخت نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا اور بستر پہ بیٹھ کر اس نے گیٹار اُٹھایا۔

"ریڈی وان ٹو تھری گو۔بے خیالی میں بھی تیرا ہی خیال آئے۔" اتنی اونچی اور پھٹے ڈول والی آواز میں بختاور گانے لگی۔ارہا بھی شروع ہو گئی۔

"خی آنوتی۔نو شائین اوو پاپا۔" ارہا نے بخت کے ساتھ ساتھ سکندر کا گانا بھی شروع کر دیا۔حداد ایک تیزی سے اُٹھا اسے کا تڑا نکل گیا تھا۔

"کیوں پچھڑنا ہے ضروری یہ سوال آئے۔" وہ حداد کو دیکھنے لگی جو اسے دیکھ کر بولا۔

"الٹا کام کیے بغیر تمھیں چین نہیں ملتا۔"

"نانا اوو و پچھی او پاپا نو شائین۔" ارہا مائیک پکڑے بستر پہ اچھلتے ہوے حداد کو دیکھ کر کھلکھلائی۔

"تیری نزدیک۔۔۔۔" حداد نے اس سے گیٹار لیا۔

"آگے گایا تم نے تو اس سے سر پھاڑ دوں گا۔اس کو یہ سکھا رہی ہو کہ کل کو وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ ایسا حشر کرے۔"

"نانا نو۔۔آپی۔۔ سنگی۔۔گیو آ آپی نانا۔" ارہا ماتھے پہ بل ڈالے حداد کو بولی جس نے اس گڑیا کا کنسرٹ روک دیا۔

"آپ گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔میں اور اروبور ہو رہے تھے تو ہم نے سوچا۔"

"ہاں تو تم نے سوچا کیوں نا اس کی نیند خراب کریں۔ایک محنت مزدور آدمی کی نیند خراب کرتے ہوے تمھیں زرا بھی خوف خدا نہیں آیا۔تھکا ہارا کام کر کے آتا ہوں

بجائے اس کی خدمت کرو نہیں یہ بندہ کچھ کہتا کیوں نہیں ہے زرا اسے اُکساوں۔اسے غصہ دلاوں تب میرا پیٹ بھرے گا۔"

"یو پلے نانامی سنگی۔" ارہا حداد کے پاس آئی اور اس کا چہرہ تھام کر بولی۔

"حداد اُٹھے آج ہم ارو کو کارنیوال یا پلے لینڈ لے کر چلتے ہیں۔اتنے دن ہو گئے ہم باہر نہیں نکلے۔"

"نور ہا میں تھکا ہوں نو سنگی اور اسے شون اور کول کے ساتھ لے جاو میں سووں گا۔"

"میں نے آپ سے شادی کی ہے۔میں آپ کے ساتھ جاوں گی چلیں اُٹھے۔ارو نانا کو کہو وی گو پلے لینڈ۔"

"آپی می سنگی۔۔۔"

"بختاور ضد مت کرو یار۔"

"اگر آپ نہ اُٹھے تو میں اپنے کلاس گروپ کے ساتھ جیمز کو بلالوں گی۔" اس کی دھمکی کام کر گئی حداد نے بختاور کا جبڑا پکڑا۔

"یہ جو تمھاری کینچھی جیسی زبان ہے اسے کاٹ دوں گا۔" وہ اسے تیزی سے کہتا اُٹھا ۔

"ارے آپ کو کیوں فرق پڑنے لگا آپ ماما تھوڑی ہیں۔"بخت شرارت سے بولی۔

"میں تمھارے ماما سے بھی بدتر ہوں۔" وہ سیدھا واش روم کی طرف چلا گیا۔ بخت ایک منٹ ٹھہر گئی تھی پھر کھلکھلاتے ہوئے ارہا کو اُٹھانے لگی۔

"چلو ارومیڈم۔ ہم آج خوب ساری عیاشی کریں گے۔"

جاری ہے۔